جناب ڈاکٹر گل حسن لغاری صاحب

سندھ میں علمِ سیرت کا ارتقا

سیرت عربی زبان کا لفظ ہے اور سیرت کی جمع سیر ہے جس کے لفظی معنی عادت، حالت اور چال چلن کے ہیں۔ فنی لحاظ سے "علم السیر" ایک علم ہے جسے "المغازی" بھی کہا جاتا ہے۔

"مغازی" میں امام زہری کو سب سے پہلے مصنف شمار کیا جاتا ہے، لیکن سیر اور مغازی میں سرزمینِ سندھ کے پہلے محدث امام ابو معشر نجیح بن عبدالرحمٰن سندھی (وفات ۱۷۰ھ) ہیں۔ انہوں نے "کتاب المغازی" تحریر کی تھی جو کہ ایک سندھی عالم کی سیرت پر پہلی کتاب ہے۔ افسوس ہے کہ یہ کتاب اس وقت ناپید ہے۔ ان کی روایتیں مؤلف کے شاگردوں اور ان کی کتابوں میں ملتی ہیں۔

مکاتیب النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تبلیغ و دعوتِ اسلام کے سلسلے میں جو خطوط لکھے، ان کو ایک کتاب میں جمع کیا گیا ہے اور یہ بھی سیرت کا ایک حصہ ہیں۔ تیسری صدی ہجری کے عالم امام ابو جعفر محمد بن ابراہیم بن عبداللہ دیبلی نے اس کتاب کو تالیف کیا۔ یہ کتاب اصل متن اور سندھی ترجمے کے ساتھ سندھی ادبی بورڈ حیدرآباد سندھ کے تعاون سے شائع کی جارہی ہے۔ امام مسعود بن شیبہ بن حسن سندھی کی "کتاب التعلیم" اور "مقدمہ کتاب التعلیم" جو امام ابو حنیفہ کے تعلیمی نظریے کی وضاحت کے لیے لکھی گئی تھی، ان میں سے مؤخر الذکر "مقدمہ کتاب التعلیم" سندھی ادبی بورڈ حیدرآباد سندھ کی طرف سے شائع ہو چکی ہے۔

سندھ کا قدیم مذہبی سرمایہ سندھ کے قدیم مذہبی سرمایہ میں تاریخی اور بنیادی معلومات کو نگاہ میں رکھ کر یہ دعویٰ کیا جاسکتا ہے کہ ساری دنیا میں سب سے پہلے قرآن مجید کا ترجمہ "سندھی زبان" میں سندھ کے ہباری قریش خاندان کے دور میں ہوا اور برصغیر پاک و ہند میں سب سے پہلے حضرت مخدوم نوحؒ ہالا سندھ (وفات ۱۵۹۰ء) کو یہ سعادت حاصل ہوئی کہ انہوں نے قرآن شریف کا فارسی ترجمہ کیا۔ یہ دونوں ترجمے سیرت پاک کے لحاظ سے اوّلین سرچشمہ ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں کے متعلق سندھ میں تین کتابیں لکھی گئی ہیں: مثلاً (۱) شرح مشکوٰۃ از مخدوم عبدالعزیز (ساکن کاہان، ضلع دادو سندھ) یہ عربی میں تھی جو شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی "لمعات" (فارسی) کا ماخذ ہے (۲) حواشی متین

فارسی (فارسی) از قاضی محمود (ساکن ٹھٹھہ سندھ) اور (۳) شرح اربعین (فارسی) از مخدوم رکن الدین ٹھٹھوی۔

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلے میں حضرت مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی (۱۶۹۰ء-۱۷۶۱ء) کی خدمات قابل تعریف ہیں۔ وہ ایک بلند پایہ عالم، فقیہ، مفسر، مبلغ اسلام اور شاعر تھے۔ ان کی کتابیں بھی اس زمانے کی طرز کی سندھی نظم میں لکھی گئی ہیں کیونکہ وعظ کے دوران نظم کو لوگ زیادہ پسند کرتے تھے۔ مخدوم صاحب نے جوانی کے زمانے سے ہی تصنیف و تالیف کا کام شروع کیا اور انہوں نے عربی، فارسی اور سندھی میں تقریباً ایک سو پچاس کتابیں لکھیں جن میں سے مندرجہ ذیل کتابیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق آج بھی بطور سند پیش کی جا سکتی ہیں۔

(۱) بذل القوۃ فی حوادث سنی النبوۃ: عربی میں سیرت النبیؐ کے متعلق برصغیر میں یہ شاید پہلی کتاب ہے۔ یہ کتاب دو حصوں پر مشتمل ہے۔ حصہ اول میں ہجرت سے پہلے سال بہ سال کے واقعات ترتیب وار لکھے گئے ہیں۔ حصہ دوم کو تین ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے، جس میں غزوات، سرایا اور دوسرے واقعات ثابت ہیں۔ مؤلف نے یہ کتاب ۵ ذی الحجہ ۱۱۶۶ھ میں شروع کی اور ۲ صفر ۱۱۶۸ھ میں ختم کی۔ یہ کتاب سندھی ادبی بورڈ حیدرآباد سندھ نے مرحوم مخدوم امیر احمد کے مقدمے کے ساتھ شائع کی ہے، جس کا سندھی ترجمہ "الرحیم" (حیدرآباد سندھ) اور اردو ترجمہ ماہنامہ "بینات" (کراچی سندھ) سے شائع ہو رہا ہے۔

(۲) حدیث الصفا فی اسماء المصطفیٰ (عربی): اس کتاب میں آنحضرتؐ کے گیارہ سو اکیاسی نام پیش کیے گئے ہیں۔ ہر ایک نام کی فضیلت اور برکت بھی بیان کی گئی ہے۔

(۳) وسیلۃ الفقیر بشرح اسماء الرسول البشیر (فارسی): یہ کتاب حدیث الصفا کی شرح ہے۔

(۴) خمسۃ قصائد (عربی): اس کا ایک نادر نسخہ جناب مولانا غلام مصطفیٰ قاسمی صاحب (حیدرآباد) کے ذاتی کتب خانے میں موجود ہے۔

(۵) وسیلۃ الغریب الی جناب الحبیبؐ (فارسی): اس کتاب میں اہل بیت کے فضائل قرآن و حدیث کی روشنی میں بیان کیے گئے ہیں۔ اس کتاب کے دو نادر نسخے مؤلف کے خط میں موجود ہیں، ایک نسخہ جناب مولانا قاسمی صاحب اور دوسرا نسخہ جناب قاضی غلام محمد قریشی ہالاکنہ کی ذاتی لائبریری میں موجود ہے۔

(۶) ذریعۃ الوصول الی جناب الرسولؐ (فارسی): یہ کتاب مؤلف کے خط میں آفسٹ پر "مہران آرٹ کونسل" حیدرآباد نے شائع کی ہے اور اس میں درود نبی کریم کی فضیلت کے متعلق احادیث ماثورہ، موقوفہ، آثار تابعین وغیرہ کا ذکر ہے اور معتبر کتابوں سے حوالے دیے گئے ہیں۔

(۷) قوت العاشقین (سندھی میں منظوم) سن تالیف ۱۱۲۰ھ (فہرست نمبر ۱)۔ برصغیر کی رائج زبانوں میں سیرت پاک پر یہ پہلی کتاب ہے جو کہ سندھی زبان میں مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی نے تحریر فرمائی۔ اس کتاب میں صرف معجزات

رسولِ اکرمؐ پر تحقیق کی گئی ہے اور آپ کے ایک سو ساٹھ معجزے پوری تحقیق اور سند کے ساتھ بیان کیے گئے ہیں، جیسے مولف خود فرماتے ہیں :۔

جیکے معجزا ہن سندھی ہیں میرے موں آکیا — سے آہن ہیکڑو سو سٹھ معجزیں مجمل طریقا
جیطی معجزا ہن سنڌي ۾ ميڙ ي مون آڪيا — سي آهن هيڪڙو سو سٺ معجزين مجمل طريقا
ہاشم جیہڑے حقیر سیں کریں عفو عطا — نالائق نصیب کریں شافع شفاعتا
هاشم جهڙي حقير سين ڪريں عفو عطا — نالائق نصيب ڪرين شافع شفاعتا

اس کتاب کی خوبی یہ ہے کہ اس میں مدح رسول کریمؐ کو قرآن و حدیث کی روشنی میں بیان کیا گیا ہے۔

کنز العبرت : یہ مخدوم عبداللہ نری کچھ والے کی تالیف ہے۔ اس کی پہلی جلد میں رسول کریمؐ کے معراج پہ جانے کے واقعہ کی تفصیل، کافروں سے جنگیں، حضور اکرمؐ کی شجاعت کی تفصیل ملتی ہے اور دوسری جلد میں حج کی حقیقت، بیت اللہ کی تعمیر کے متعلق حقائق، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت، آپؐ کی رحلت، نبی کریمؐ کی ازواجِ مطہرات کی تفصیل، رسولِ اکرمؐ کی اولاد اور اصحاب کرام کی اولاد کا ذکر ہے۔

دراصل "کنز العبرت" سیرت پاکؐ پر معلومات کا ایک خزانہ ہے اور مستند کتب حدیث و تاریخ سے ماخوذ ہے۔ یہ کتاب دوبارہ بمبئی پر شائع ہوئی ہے جس کا مقدمہ جناب مولانا غلام مصطفیٰ قاسمی صاحب نے لکھا ہے۔ مولوی حاجی عبداللہ لغاری صاحب مرحوم نے اس کا کچھ حصہ جدید سندھی ٹائپ میں شائع کرایا ہے۔

ثمرا المنیر ، (فہرست نمبر ۲) : یہ مخدوم عبداللہ کی دوسری کتاب ہے اور یہ عربی زبان کی کتاب "شرح سراج المنیر" کا منظوم سندھی ترجمہ ہے اور بمبئی سے ۱۴ ربیع الثانی ۱۲۶۰ھ / ۲ مئی ۱۸۴۴ء میں شائع ہوئی۔ چونکہ مخدوم عبداللہ عاشقِ رسولؐ تھے اس لیے اس کتاب میں پُر نزاکت تشبیہوں، استعاروں اور تمثیلوں کا زیادہ استعمال کیا گیا ہے۔

مخدوم صاحب کی ایک دوسری کتاب "مجموعہ" بھی بمبئی پر شائع ہوئی ہے، جس میں چھوٹے چھوٹے کتابچے ہیں، ان میں سے ایک "غزوات" ہے جو رسول اکرمؐ کی جنگوں کے متعلق ہے اور دوسری کتاب "شجاعت سید انام" ہے جس میں رسولِ اکرم کی جسمانی طاقت اور قوت کا ذکر کیا گیا ہے۔

سیر البستان : یہ کتاب سندھی نظم میں مولانا محمد حسین تورنگ زادے کی فارسی کتاب "قصص الانبیاء" کا ترجمہ ہے اور ۱۱۷۷ھ / ۱۷۶۳ء میں شائع ہوئی۔ اس کتاب میں حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر رسولِ مقبولؐ تک قرآن حکیم اور احادیث نبویؐ سے اخذ شدہ معلومات دی گئی ہیں اور ان کے حوالے سے اخلاقی نصیحتیں بھی بیان کی گئی ہیں۔ یہ کتاب پوربندر (کاٹھیاواڑ) سے شائع ہوئی تھی۔

شمائلِ نبوی: (فہرست نمبر ۴۔ نمبر ۱۱۱): یہ تیسری صدی کے مشہور محدث امام ترمذیؒ کے شمائل النبیؐ (عربی کتاب) کا منظوم سندھی ترجمہ ہے۔ یہ کتاب عربی مدارس کے نصاب میں داخل ہے اور اس کا کئی زبانوں میں ترجمہ بھی ہو چکا ہے۔ اس میں رسولِ اکرمؐ کے اخلاق، عادات، صورت و سیرت کا ذکر ہے۔ کتاب کی عبارت قدیم سندھی نظم میں ہے۔

اس کے علاوہ مولانا دین محمد ہنوی مرحوم نے بھی سندھی ترجمہ شمائلِ نبویؐ کے نام سے سندھی نثر میں کیا ہے لیکن یہ ابھی تک شائع نہیں ہوا۔ اس کے بعد ہمارے دور کے ایک عالمِ دین مولانا عبدالکریم پیر والے نے "شمائل" کا سندھی نثر میں ترجمہ کر کے اس کی مفصل شرح بھی سندھی نثر میں لکھی ہے۔ یہ کتاب دو مرتبہ شائع ہو چکی ہے اور "فضائل النبی، ترجمہ شمائل الترمذی" کے نام سے مشہور ہے دیکھیے فہرست نمبر ۱۳۹)

"مشکاۃ المصابیح" مٹیاری "قصبے کو سرزمینِ سندھ کی قدیم درس گاہوں میں علم و دین کا مرکز تسلیم کیا جاتا ہے اور یہ قصبہ حیدرآباد سے تقریباً ۲۱ کلومیٹر دور، قومی شاہراہ پر واقع ہے۔ یہاں کے عالم و بزرگ مخدوم محمد عثمان بن عبداللہ نے علمِ حدیث کی بڑی خدمت کی۔ مشکوٰۃ شریف سے حدیثیں منتخب کر کے دو سو چھیانوے بابوں پر مشتمل فارسی میں شرح لکھی جس کا نام "دربیان معانی احادیث منتخبہ از مشکوٰۃ المصابیح" ہے۔ یہ کتاب ۲۹ ذی الحجہ ۱۲۰۰ھ کو مکمل کی گئی۔

مخدوم محمد عثمان نے بروز پیر ۲۳ شوال ۱۲۱۷ھ کو "صحیح بخاری" کا بھی نصف سے زیادہ حصہ فارسی میں مکمل کر لیا تھا۔ یہ مسودہ آج بھی موجود ہے جس میں مخدوم محمد اکرم نصیر پوری کی شرح سے تلخیص بھی نقل کی گئی ہے۔ اسی طرح مخدوم صاحب نے "شمائل ترمذی" کا بھی فارسی میں ترجمہ کیا تھا۔

ذبۃ المواليد (عربی) یہ تالیف دائرہ شریف (اوڈیرو لعل ضلع سانگھڑ سندھ) کے سید علی محمد شاہ (۱۲۲۶ھ۔ ۱۲۸۷ھ) کی ہے اور یہ کتاب ۹ ربیع الثانی ۱۲۸۱ھ میں لکھی گئی۔ اس کتاب میں حضور اکرمؐ کی ولادت اور سیرت کا ذکر ہے۔

تجرید بخاری: برصغیر میں سب سے پہلے "تجرید بخاری" کا سندھی ترجمہ مولانا دین محمد وفائی مرحوم نے کیا اور اس عظیم کتاب کا اردو یا دوسری زبانوں میں ترجمہ بعد میں ہوا۔ یہ کتاب سکھر کے حکیم عبدالغنی مرحوم نے لکھنؤ پر "الہام باری ترجمہ تجرید بخاری" کے نام سے شائع کی ہے۔

قصیدہ بردہ: یہ علامہ بوصیریؒ کا مشہور نعتیہ قصیدہ ہے۔ اس میں رسول کریمؐ کی سیرت طیبہ کا ذکر بڑی محبت کے ساتھ کیا گیا ہے اور یہ قصیدہ بہت مقبول ہے اور اس کی شرحیں اور ترجمے دنیا کی مختلف زبانوں میں شائع ہو چکے ہیں۔

سندھ میں بھی یہ قصیدہ مقبولِ عام رہا ہے اور سندھ میں سب سے پہلے مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی مرحوم نے اس کی مبسوط شرح لکھی۔ مخدوم محمد شفیع پاٹائی نے اس کا منظوم سندھی ترجمہ کیا۔ اس کے بعد سندھی لغت کے ماہر مولوی علی محمد مہیری نے اس کا سندھی نثر و نظم میں ترجمہ کیا جو بہت پہلے بمبئی سے شائع ہوا۔ اس کے بعد ضلع لاڑکانہ

کے مشہور ادیب اور شاعر مولوی عبداللہ اثر چانڈیو بلوچ مرحوم نے اس قصیدے کا عروضی شاعری میں سندھی منظوم میں ترجمہ کیا جو کہ غالباً ۱۹۵۰ء میں کراچی کے ناشر بشیر اینڈ سنز نے بہترین عربی سندھی ٹائپ میں شائع کیا، جس پر سندھ کے دو بڑے علماء مولانا غلام رسول صاحب، پیر و چانڈیو اور مولوی غلام مصطفیٰ قاسمی صاحب کی علمی تقریظ موجود ہے۔ یہ مطبوعہ نسخہ اب نایاب ہے۔ فقیر علی محمد قادری (ڈوکری والے) کا ترجمہ ان کے فرزند میر محمد نے "بحر الاسرار قادری" کے نام سے شائع کیا۔

قصیدہ بانت سعاد: یہ ایک دوسرا مشہور عربی قصیدہ ہے جس کو ایک حکایت کے مطابق رسول کریمؐ نے اس طرح پسند فرمایا کہ اس کے پڑھنے والے یعنی کعب بن زہیر کو اپنی چادر پہنائی تھی۔ اس قصیدے کا سندھی منظوم ترجمہ مولوی عبداللہ اثر چانڈیو مرحوم نے کیا، لیکن اب تک شائع نہیں ہوا ہے۔

مولود: "مولود" ایک مخصوص نام ہے جو کہ سندھ والوں کا رائج کردہ ہے، ویسے "مولود" عربی میں (جمع موالید) نئے پیدا شدہ بچے کو کہتے ہیں۔ مثلاً بچہ یا طفل، لیکن آنحضرتؐ کی ولادت اور ورود انسان کی بھلائی و بہبودی کے لیے اہم پیش خیمہ تھا اور حضور اکرمؐ کی محبت اور عقیدت رکھنے والوں نے اپنے عقیدے کے جذبات کے لحاظ سے اس دنیا میں کسی کا پیدا ہونا یا ورود تسلیم کیا تو صرف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذاتِ بابرکات کا ہی تسلیم کیا، اس لیے سندھ والوں نے نبی کریمؐ کی پیدائش اور ولادت کو صفت و ستائش کا مرکز محور قرار دیا اور آنحضرتؐ کی شان میں لکھے ہوئے شعر کو "مولود" کہا۔ "مولودوں" میں حضور اکرمؐ کی پاک زندگی کے بعض واقعات بھی بیان کیے ہیں، مثلاً آپ کی شادیاں، آپ کے معجزے اور اس کے علاوہ نصیحتیں بھی دی گئی ہیں۔

سندھ کے قدیم شعرا جن کے کلام میں "مولود" کی صفت ملتی ہے، وہ یہ ہیں:

۱۔ میوں شاہ عنایت رضوی

۲۔ شاہ عبداللطیف بھٹائی (۱۱۰۲ھ - ۱۱۶۵ھ)

۳۔ مخدوم عبدالرؤف بھٹی (۱۱۰۹ھ - ۱۱۶۶ھ)

۴۔ مخدوم غلام محمد بگائی

۵۔ مخدوم محمد اسماعیل پریاں لوئی (وفات ۱۱۷۴ھ)

ہالا کہنہ (ضلع حیدرآباد) کے مخدوم عبدالرؤف بھٹی (۱۶۸۲-۱۷۵۲ء) کے لکھے ہوئے "مولود" سندھ کے کونے کونے میں مشہور و مقبول ہیں اور ہر جگہ پڑھے جاتے ہیں، ان کی مدحتیں بھی مشہور ہیں۔ یہ پہلے شاعر ہیں جنہوں نے "مولود" کے عنوان کو وسعت دی۔ نبی کریمؐ کی ثنا، آپ کی مولود محبت، شفاعت کی طلب اور امید، حاجیوں کی حج کو روانگی کا ذکر وغیرہ، مخدوم صاحب کے عنوان ہیں۔ مخدوم کا مجموعہ "مولود شریف"، سندھی ادبی بورڈ نے شائع کیا ہے۔

(دیکھیے فہرست ۹۷) اس صنف کے مختلف شاعروں کے کہے ہوئے مولودوں کا مجموعہ بھی سندھی ادبی بورڈ نے لوک کے سلسلے میں شائع کیا ہے (دیکھئے فہرست نمبر ۹۱ نیز فہرست میں دیکھیے نمبر ۸۵-۹۴،۹۶)

مدح و مناجات: "مولود" کی طرح "مدح" اور "مناجات" بھی سندھی نظم کی قدیم اور مقبول صنف ہے۔ "مدح" بھی معنوی لحاظ سے "نعت" یا "ثنا" کے برابر ہے "مدح" کہنے والے شاعر کو سندھی میں "مداحی" کہتے ہیں۔ "سندھی میں مناجات" بھی "مدح" کی طرح ایک خاص صنف ہے، جس میں شاعر اپنی تکالیف، دکھ درد اور حالت زار کے متعلق درگاہِ ایزدی میں عجز و انکساری کرتا ہے، اور اپنی مشکلات کے حل کے لیے سوال کرتا ہے، یا شاعر اپنی ذاتی عقیدت و محبت کی بنا پر نبی کریمؐ اصحاب کرام یا کسی ولی اور درویش کو پکارتا ہے "مناجات" میں خداوند تعالیٰ کی تعریف، آنحضرتؐ اور صحابہ کرامؓ کی مدح یا کسی ولی اور درویش کی تعریف کی جاتی ہے۔ مجموعی طور پر "مدح" میں ثنا و تعریف اور "مناجات" میں مشکلات کے حل کا عجز غالب ہوتا ہے۔ (فہرست نمبر ۸۰)

مناقبا: لفظ "مناقبہ" (سندھی میں "مناقبو") اصل میں عربی لفظ "منقبۃ" ج "مناقب" ، جس کے معنی ہیں نیکی، درجہ، منزل یا گُھن۔ سندھی میں "مناقبو" خاص معنی میں استعمال ہوتا ہے اور اس نظم کی صنف میں نبیوں، صحابہ کرامؓ یا ولی اور درویش کے اوصاف بیان کیے جاتے ہیں۔ "مناقبا" کے عنوان سے جو سندھی لوک ادب کے سلسلے میں دوسری کتاب شائع ہوئی ہے۔ (دیکھیے فہرست ۸۷) - اس میں "مناقب" کے سادے مواد کو چار اہم حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

(الف) نبی کریم سے پہلے نبیوں کی شان میں کہے ہوئے مناقبے

(ب) نبی کریم کی شان میں کہے ہوئے مناقبے

(ج) صحابہ کرام کی شان میں کہے ہوئے مناقبے

(د) ولیوں کی شان میں کہے ہوئے مناقبے

اس میں مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی کا لکھا ہوا معراج شریف، نور اور پیدائش حضور اکرمؐ کے مناقبے ہیں۔ مخدوم عبدالرؤف بھٹی کے مناقبے بھی درج ہیں۔

لوک ادب کے سلسلے میں اس کے علاوہ "معجزہ" (منظوم۔ فہرست نمبر ۸۸) "ڈیبۂ الھرلوں" حصہ اول و دوم (منظوم فہرست ۸۹-۹۰) "نڑ جا بیت (منظوم۔ فہرست ۹۲) اور "ڈوربیت" (منظوم۔ فہرست نمبر ۹۳) شائع ہو چکے ہیں اور ان کتابوں میں سندھ کے قدیم صوفی شعرا کا کلام ہے جس میں آنحضرتؐ کے معجزات کا بیان، مناجاتیں اور ولادت باسعادت کا ذکر وغیرہ منظوم لکھا گیا ہے۔ لوک ادب کے بارے میں ڈاکٹر نبی بخش خان بلوچ کی نگرانی میں کام ہو رہا ہے اور یہ سندھی کتابیں لوک ادب کی مذہبی نوعیت اور اسلامی تعلیمات و ثقافت کے اثر کو اجاگر کرتی ہیں۔

سیرتِ رسول کریمؐ : یہ کتاب سیرتِ پاک پر مولوی محمد عثمان کھوڑو اہی نے لکھی تھی اور یہ تصنیف چودھویں صدی کے اوائل کی ہے۔ یہ کتاب لیتھو پر کوٹڑی سے شائع ہوئی، لیکن اب یہ مطبوعہ کتاب ناپید ہے۔

حیاۃ النبی : یہ کتاب نثر میں مولوی حکیم فتح محمد سیوہانی کی لکھی ہوئی ہے اور پہلی مرتبہ ۱۹۱۴ء میں شائع ہوئی۔ (ملاحظہ ہو فہرست ۶۴)

سندھی ہندوؤں پر سیرتِ پاک کا اثر : سندھی ہندوؤں پر بت پرستی غالب نہیں تھی وہ صوفی منش تھے اور ان کا عقیدہ سندھ کے اولیائے کرام کی عقیدت کی وجہ سے اسلامی تعلیمات کے زیرِ اثر تھا۔ وہ سندھ کے تمام صوفی بزرگوں کی عزت کرتے تھے اور اسی عقیدت کی وجہ سے وہ مسلمانوں کے نبی اکرم کو منبع فیض و بخشش تصور کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ سندھی ہندوؤں نے سیرتِ پاک پر مفید کتابیں لکھیں جو آج بھی موجود ہیں۔

۱۔ محمد رسول اللہؐ عرف حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم از لال چند امر ڈنو مل جگتیانی (فہرست نمبر ۸)

۲۔ اسلام جو پیغمبر : ہوتچند مول چند گربخشانی (فہرست ۹)

۳۔ میر محمد عربی : امر لعل وسن مل ہنگورانی (فہرست نمبر ۱۰)

۴۔ پیغمبرِ اسلام : جیٹھ رام پرس رام گلراجانی (فہرست نمبر ۱۱)

ضلع لاڑکانہ سندھ کے مشہور مدرس مولوی محمد عظیم شیدا کی کتاب "سیرت مصطفیٰ" حال ہی میں سندھی ادبی بورڈ حیدرآباد نے شائع کی ہے (فہرست ۳۴) اس کتاب پر حکومت پاکستان کی طرف سے فروری میں مؤلف کو دس ہزار روپیہ انعام بھی مل چکا ہے۔ اس کے علاوہ "سیرتِ پاک" پر جو کچھ سندھ میں عربی، فارسی اور سندھی میں ادبی ذخیرہ موجود ہے وہ اپنی دینی افادیت کے باعث خاص اہمیت رکھتا ہے۔

(بقیہ صـ۲۷ سے)

والے وسائل پر متعلقہ ملکوں کا ہے ــــ لہذا وہ اپنی سطح سے ــــ جو یقیناً ترقی یافتہ ملکوں کی سطح سے نیچی ہوتی ہے۔ وہاں کے افراد اوپر کی طرف رخ کرتے ہیں۔

اجتماعیات کی سطح

اجتماعیات کی سطح سے مراد ملکوں کی سطح یا حکومتی سطح ہے۔ اس جاہلی نظام نے انفرادی سطح کے نصب العین معیارِ رہائش میں بلندی کو ہی نئے حدود اربعہ کے ساتھ اور مختلف شکل میں اجتماعیات کی سطح کا نصب العین قرار دیا ہے۔ اس کے تحت دنیا کے تمام ملکوں اور حکومتوں کا نصب العین یہ قرار دیا گیا کہ ایسی صورتحال برپا کی جائے اور قائم رکھی جائے جس میں پورے ملک کے اندر بحیثیت مجموعی ایک جانب سرمایہ اور کارکن قوت میں اضافہ کی شرحوں کے مابین اور دوسری جانب آبادی میں اضافہ میں ایسا تعلق ہو کہ فی کس پیداوار بڑھ رہی ہو۔